۱۱ر جولائی ۱۹۱۳ء

خطبہ جمعہ

حضرت امیرالمومنین نے سورہ الفرقان کی آیات ۷۱ تا ۷۸ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

بعض لوگ تو بالکل کافر ہوتے ہیں اور بعض منکرین نہیں ہوتے۔ اللہ پر' اس کی کتابوں پر' جزاء و سزا کے مسئلہ پر ایمان رکھتے ہیں مگر پھر بھی جرائم پیشہ ہوتے ہیں۔ جرائم پیشہ کئی قسم کے ہیں۔ ایک وہ جن پر پولیس کا قبضہ ہو سکتا ہے۔ ایک وہ جو پولیس کی نظر سے بچے رہتے ہیں۔ ان میں سے مدارس کے بعض لڑکے بھی ہیں جو شہوت سے اندھے ہو کر ناکردنی حرکات کرتے ہیں۔ تاجروں اور حرفہ پیشوں میں بھی جرائم پیشہ ہیں۔ قسم قسم کے عناد' جعلسازیاں اور دھوکے وہ دن رات سوچتے رہتے ہیں۔ پھر کچھ لوگ ایسے ہیں جو خود تو کوئی جرم نہیں کرتے مگر دو شخصوں کو آپس میں لڑوا دیتے ہیں۔ غرض بہت سی مخلوق جرائم پیشہ ہے۔ ان کے لئے یہ علاج فرمایا کہ وہ توبہ کریں۔ اللہ پر ایمان لائیں۔ برے کام چھوڑ کر سنوار والے کام کریں۔ بعض ایسے لوگ بھی ہیں جو ملانوں کے وعظ کے دھوکے میں آ کر جرائم کے مرتکب ہوتے ہیں۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے ہم بالاخانہ پر رہتے تھے اور نیچے کے کمرے میں ہمارا کتب خانہ تھا۔ میرے بھائی صاحب کتب خانہ میں گئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ ایک ملاں کتابوں کی گٹھڑی باندھ رہا ہے۔ وہ حیران سے رہ گئے کیونکہ اس پر ان کا بہت نیک گمان تھا۔ اتنے میں وہ گٹھڑی چھوڑ کر بھاگ گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک کتاب لایا جس میں لکھا تھا۔ کوئی ہزار چوری کرے' ڈاکے ڈالے' قتل کر دے' زنا کا مرتکب ہو' یہ کلام پڑھ لے تو سب کچھ معاف ہو جاتا ہے۔ اور اس کے نیچے لکھا تھا کہ "ہر کہ دریں شک آرد کافر گردد"۔ جو اس مسئلہ کے موافق ہونے میں شک کرے گا وہ کافر۔ ملاں نے کہا بے شک میں آپ کی کتابوں کی گٹھڑی چوری لے چلا تھا اور اس سے پہلے بھی کئی کتابیں چرائی ہیں۔ مگر یہ کلام' یہ دعا میں ہر روز کئی بار پڑھ لیا کرتا ہوں۔ اب اس میں میرا کیا قصور ہے؟

اسی طرح بعض لوگ جب خدا کی رحمت اور مغفرت کی بعض بے سروپا روائتیں سن لیتے ہیں تو دلیر ہو جاتے ہیں۔ مگر سب کا یہ حال نہیں۔ میں نے بڑے بڑے نیک لوگ دیکھے ہیں۔ ان میں سے ایک بزرگ کا ذکر ہے کہ وہ اپنے ہاتھ سے کاشت کرتے تھے۔ خدا رسیدہ تھے۔ جب کوئی حکام سے سفارش کے لئے کہتے تو اپنی سادگی سے جس حال میں ہوتے چل پڑتے۔ ایک دفعہ کسی غریب نے سفارش کے لئے عرض کیا۔ اس وقت کھیت کو پانی دے رہے تھے۔ اسی طرح "کہی" کندھے پر رکھے' پاؤں گھٹنوں تک کیچڑ سے بھرے ہوئے کچہری میں چلے گئے۔ تحصیلدار جس کے پاس گئے تھے اس نے بدگمانی سے کام لیا۔ وہ سمجھا یہ مکار آدمی ہے۔ اس نے جھڑک دیا۔ آپ نے کہا اچھا! اب تم نے غصہ تو نکال لیا۔ سفارش قبول کر لو۔ تحصیلدار نے پرواہ نہ کی۔ بلکہ کہا جاؤ جی تم جیسے کئی دیکھے ہیں۔ آپ واپس چلے گئے۔ ایک مولوی صاحب پاس بیٹھے تھے۔ انہوں نے تحصیلدار کو یقین دلایا کہ یہ ایسا ویسا آدمی نہیں۔ اس کے کہنے سننے سے تحصیلدار نے کہا اچھا بلا لاؤ۔ وہ گئے اور عرض کیا۔ میاں صاحب! آپ کو پہچانا نہیں۔ فرمایا۔ اب تو یہ معاملہ عرش تک پہنچ گیا۔ اب وہاں سے موڑنا میرا کام نہیں۔ انہوں نے کہا پھر کیا ہو گا؟ کہنے لگے تیسرے دن دیکھ لو گے۔ آخر یوں ہوا کہ وہ ایک مقدمہ میں گرفتار ہو گیا۔ تین برس بامشقت قید کی سزا ہوئی۔ جیل خانہ سے تبدیل ہوئے۔ اونٹ پر سوار کرایا گیا۔ گرا اور ہڈیاں ٹوٹ گئیں۔

غرض نیکوں کو نیکی کی جزا اور بدوں کو بدی کی سزا ملتی ہے۔ جزاء و سزا کا مسئلہ برحق ہے۔ جو اللہ اور رسول کو مان کر پھر بھی جرائم پیشہ ہیں وہ توبہ کر لیں تو اللہ ان پر اپنا فضل کرے گا۔

رحمٰن کے پیارے جھوٹ اور لغو باتوں سے شریفانہ گزر جاتے ہیں اور جب ان کو اللہ تعالیٰ کی آیتیں

پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو وہ اندھے بہرے ہو کر نہیں سنتے۔ میرا جی نہیں چاہتا کہ تم اندھے بہرے بنو۔ ہم تمہیں بہت قرآن مجید سناتے ہیں اور اللہ جانتا ہے تم سے کوئی اجر نہیں مانگتے۔ بلکہ ہم تو کئی بار کہہ چکے ہیں کہ ہمیں تمہارے سلاموں کی، تمہاری تعظیم کی بھی ضرورت نہیں۔ ہمیں ہمارا مولیٰ بڑھ بڑھ کر رزق دیتا ہے اور ایسی جگہ سے دیتا ہے کہ تمہارے وہم و گمان میں بھی نہ ہو۔ اور یہ پیری مریدی کا روپیہ تو میں ایک کوڑی بھی اپنے پاس نہیں رکھتا تھا بلکہ فوراً مولوی محمد علی کو بھیج دیتا۔ مگر گزشتہ سے پیوستہ سال کا ذکر ہے۔ مجھے کسی نے کہا ہم تمہاری نگرانی کریں گے۔ تب میں نے کہا اچھا! لوگ کہاں تک اور کتنی نگرانی کر سکتے ہیں۔ ایک ہزار کسی نے دیا۔ میں نے گھر میں رکھ لیا۔ پھر ایک شخص نے پانچ سو دیا وہ بھی میں نے رکھ لیا اور خوب تحقیقات کی کہ آیا کسی کو معلوم ہے؟ ہرگز کسی کو کچھ پتہ نہ تھا۔ تب میں نے ایک شخص کو بتلایا کہ ڈیڑھ ہزار روپیہ میرے پاس ہے۔ وہ تم لے جاؤ۔ مگر کوئی تحقیق کر کے بتائے تو سہی کہ روپیہ کس نے دیا اور کہاں سے آیا؟ مجھے خوب معلوم تھا دینے والا کبھی ذکر نہیں کرے گا۔ غرض اللہ ہی نگرانی کر سکتا ہے۔

رحمٰن کے پیارے دعاؤں میں لگے رہتے ہیں اور اپنی بیوی، اپنے بچوں کے لئے دعا کرتے ہیں۔ اور دعا کیوں نہ کریں۔ حکم ہوتا ہے۔ اگر تم دعاؤں سے کام نہ لو تو اللہ کو تمہاری کیا پروا ہے اور تم ہو ہی کیا چیز؟

آج میرے نفس نے اجازت نہ دی کہ میں جمعہ پڑھانے آؤں کیونکہ مجھے تکلیف ہو گئی تھی۔ پھر میں نے سوچا کہ شاید یہی جمعہ آخر کا جمعہ ہو۔ اللہ تمہیں دعاؤں اور اعمال حسنہ کی توفیق دے۔

(الفضل جلد ا نمبر ۵---۱۶/ جولائی ۱۹۱۳ء صفحہ ۱۵)

☆-☆-☆-☆